محمد مصطفی المراغی اور ان کی علمی خدمات کا ایک تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Mustafa Al Maraghi and his Scholarly Services: An Analytical Study

Majeed ullah
Theology Teacher in KP E&SED and M.Phill Scholar in QURAN and TAFSEER, AIOU Islamabad
Email: Majeedullah250@gmail.com

Dr. Abdulhaq
Assistant professors, Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal Dir (upper)
Email: dr.abdulhaqsbbu@gmail.com

Muhammad Bilal
M.Phil. Scholar, The Islamia University Bahawalpur (RYK Campus) Director, AL-Hidaya Islamic Center, RYK
Email: hafiz.mb313@gmail.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract

Muhammad Mustafa al-Maraghi was a scholar of the Islamic world, Rector of Jamia Azhar, Conciliative of the Qur'an, preacher of the religion of Islam, jurist, political visionary personality. He authored many books, served as chief justice in Sudan and Egypt for 24 years. He broke the scilistic stagnation in the judiciary and opened the door to ijtihadat, made many reforms in judicial matters, held various judicial positions, he was the Rector of Jamia Azhar for 6 years, ended the traditional imitative status and obsolete teaching method from Jamia Azhar made a modern and enlightened institution, reforms in the laws, curriculum and teaching method of Azhar, made Azhar an exemplary institution in terms of knowledge, practice, discipline and financial matters,He was a special student of Muhammad abdah, and was the leader of his school of thought. used politics for religious purposes, spent his entire life for exaltation of religion, service to humanity, and in connecting the creatures of Allah with Allah, made the youth aware of modern problems and taught them how to fight them, He taught unity and coincidence to Muslims, connected people with the Qur'an through his lectures, presented the subjects of the Qur'an to the people in a generally understandable manner, chose verses for the exegetical lessons that touched the hearts of the people, majesty of Allah Ta'ala, hatred of sins, passion for the study of science, and the answer to the doubts of the objectors, he spoke about the wisdoms of the orders of the Shariah, showed social problems and the ways to solve them, He proved that the Holy Qur'an is not against modern sciences, but encourages the acquisition of these sciences. In jurisprudential issues, he did not follow any particular Imam, but Adopted the opinion of this Imam which is supported by arguments.

Keywords: *Al Muraghi Tafseer, Quran, Islamic, Muhammad Mustafa*

تعارف:

محمد مصطفی المراغی المصری(المتوفی 1945) اپنے زمانے کا نامور عالم دین، فقیہ، مفسر، مبلغ، سیاست دان، مصلح اور منتظم تھے، آپ مصر کے جامعہ ازہر کے شیخ گزرے ہیں، آپ مصر اور سوڈان میں اپنی تفسیری اور عدالتی خدمات کی وجہ سے مشہور ہیں، کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ان کی مشہور تفسیر جو حقیقت میں ان کے اس تفسیری لیکچروں کا مجموعہ ہے جس کو انھوں نے قاہرہ اور اسکندریہ کے مختلف مساجد میں مختلف اوقات میں عوام وخواص کے سامنے دیا کرتے تھے وہ مجموعہ "الدروس الدینیہ" کے نام سے مشہور ہے ۔انھوں نے اپنی تفسیر کے لیے قران مجید کی ان آیات کو اختیار کرتے تھے جن میں اللہ تعالی کی قدرت پر دلائل ہوں ،ان کی عظمت کی نشانیاں ہو، جن آیات میں انسانیت کی ہدایت کے وسائل مذکور ہو ،اور جن میں عبرت وموعظت کا ذکر ہو،جن آیات سے اس بات کا اظہار ہو کہ قران مجید علم کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے، سائنس کے ثابت شدہ قواعد و نظریات کے مخالف نہیں ہے[1]۔ تفسیر کے علاوہ مختلف میدانوں میں آپ نے گرانقدر علمی و عملی خدمات سرانجام دی ہیں جن کا ہم اس مقالے میں تجزیہ پیش کریں گے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ:

المراغی کی علمی، عملی اور تفسیری خدمات پر اب تک مندرجہ ذیل کام ہوئے ہیں:

1۔"الشیخ المراغی اور اس کی تفسیری خدمات ۔از ڈاکٹر جمیلہ شوکت)پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ ،پنجاب یونیورسٹی۔

2۔ " تفسیری دروس میں شیخ محمد مصطفی المراغی کا منہج واسلوب : تحقیقی مطالعہ از عبدالحمیدخان عباسی ایسوسی ایٹ پروفیسر،شعبہ قران و تفسیر، فیکلٹی آف عربیک اینڈ اسلامک اسٹڈیز،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔

اہداف ومقاصد:

1. شیخ محمد مراغی ایک تعارف کرنا
2. ان کی علمی خدمات کا تجزیہ کرنا
3. تفسیر پر ان کے نمایاں خدمات کا تجزیہ کرنا

منہج واسلوب:

اس مقالے میں ہمارا منہج واسلوب استقرائی اور تجزیاتی ہو گا، جس میں ہم ان کے خدمات کے استقراء اور تجزیہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

محمد مصطفیٰ المراغی کا تعارف:

محمد ابن مصطفی المراغی کی پیدائش1319 ھ /1888ء کو مصر کے ضلع سوہاگ کے علاقہ مراغہ میں ایک علمی اور دین دار گھرانے میں ہوئی۔[2]،ان کے خاندان کو علاقے میں ایک خاص مقام حاصل تھا کیونکہ یہ اپنے اباءواجداد کے زمانے سے اپنے دین دینداری،اور تقویٰ وطہارت کے لحاظ سے مشہور تھے،ان کے والد پیشے کے لحاظ سے قاضی تھے[3]۔ آپ اپنے اس بچے کی تعلیم وتربیت کے لیے خصوصی طور پر متوجہ ہوئے چنانچہ جو متداول طریقہ تعلیم تھا اسی طریقے سے ان کے تعلیم وتربیت کا آغاز کیا۔

تعلیم و تعلم:

اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز قران مجید کے حفظ سے گھر پر ہی کیا[4]۔اس کے بعد اعلی تعلیم کے لیے جامعہ ازہر میں داخلہ لیا،نہایت محنت کے ساتھ حصول علم میں منہمک ہوگئے،اور سب سے کم عمر فارغ التحصیل ہونے کے اعزاز کے ساتھ 23سال کے عمر میں 1322 ہجری بمطابق 1904 عیسوی کو شہادۃ العالمیہ کی ڈگری حاصل کی[5]۔

المراغی جامعۃ الازہر کے ایک نمایاں طالب علم تھے، امتیازی نمبروں میں کامیابی حاصل کرتے تھے، جامعۃ الازہر کا اصول یہ تھا کہ اعزازی نمبروں سے کامیابی حاصل کرنے والے طالب علم کو اسی جامعہ میں استاد لگایا جاتا تھا،تو اس اصول کے مطابق المراغی اگست 1904 میں اسی ادارے میں بطور معلم شامل ہوا اور اکتوبر 1904 تک یہ فریضہ بطریق احسن سر انجام دیتا رہا[6]۔

مکتبہ فکر:

المراغی اور محمد عبدہ کی ملاقات بطوراستاذ شاگرد کے جامعہ الازہر میں ہوئی تھی،لیکن محمد عبدہ اپنے ہونہار شاگرد سے متاثر اس وقت ہوا جب المراغی الشہادۃ العالمیہ کا امتحان دینے اس کمیٹی کے سامنے حاضر ہوا جس کمیٹی میں محمد عبدہ بھی بطور ممتحن شامل تھے۔المراغی امتحان سے پہلے بیمار تھے دوران امتحان بیماری کے اثرات اسکے چہرے سے عیاں ہورہے تھے اس کے باوجود جب امتحان کا نتیجہ آیا تو المراغی پہلے نمبر پر تھے اس سے متاثر ہوکر محمد عبدہ االمراغی کو اپنے گھر دعوت پر بلایا اور اس کی خوب تکریم کی[7]۔المراغی اپنے استاذ کی طرح جامعۃ الازہر کے جمودی نظام کے باغی تھے ہی، لیکن جب اپنے استاذ سے علم کی حقیقی تعریف سنی تو اس تعریف کے مطابق اپنے علم کو ڈھالنے کا مصمم ارادہ کیا اور ہر اس علمی نظام کا باغی ہوگیا جس سے لوگوں کوصرف لفظی نقوش حاصل ہوتے تھے ،علم کا عملی زندگی میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا،المراغی کو جب محمد عبدہ سوڈان کے لیے بطور قاضی نامزد کیا اور المراغی الوداعی ملاقات کے لیے جب شیخ عبدہ کے پاس پہنچے تو عبدہ نے المراغی سے علم کی تعریف پوچھی تو المراغی نے وہی جواب دے دیا جو عام طور پر علما کے ہاں مشہور ہے تو محمدعبدہ نے ان سے کہا کہ" العلم هومايىفعك وينفع الناس "کہ حقیقی علم وہ ہے جو اپنی زات کو اور لوگوں کو فائدہ دے ۔[8]المراغی اپنے استاذ محمد عبدہ سے اس وقت متاثرہوئے جب محمد عبدہ مقدمہ ابن خلدون اپنے خاص انداز میں درس دے رہے تھے،اور اسکے بعض فصول کو اپنے خاص اسلوب میں شرح فرماتے تھے تو عبدہ کا ہ طریقہ المراغی کو بے حد پسند آیااوریہیں سے عبدہ سے مظبوط رابطہ استوار کیا۔[9]

المراغی اس مدرسہ سلفیہ کا مظبوط ستون تھا جس کی بنیاد عبدہ نے رکھی تھی[10]۔اور شریعت اسلامیہ کو جمودکی آلودگی سے پاک کرنے اور تجدیدو اصلاح کرنے کا بیڑاٹھایا تھا[11]۔

وفات:

علم وعمل کا یہ شاہکار داعی اجل کو لبیک کہنے سے قبل کچھ دنوں کے لئے ہسپتال میں داخل ہوا،مرض اور کمزوری کے باوجود قرآن سے اپنا رشتہ بر قرار رکھتے ہوئے قران کا درس برابر دیتے رہے[12]۔بالآخر 14 رمضان المبارک 1364ھ بمطابق 22 اگست 1945 کو فوت ہوگئے[13]،اور مصر کے شہر قاہرہ میں سیدہ نفیسہ کے مقبرے کے پاس مدفون ہوئے[14]۔

المراغی کی علمی خدمات

آپ نے اپنی عمر عزیز کو رفعت دین، اور خدمت خلق میں گزاری، نسل جدید کا رشتہ اسلام سے مظبوط استوار کرنے، دین کی طرف ان کو مائل کرنے، اور علوم دینیہ سے آراستہ ہونے کی طرف توجہ دلائی، جدید چیلینجز کو ادراک کرنے، اور ان سے نمٹنے کے طریقوں سے آگاہ کیا، دین کو براہ راست قرآن وسنت سے سمجھنے، اور فکری جمود سے نکل کر اجتہاد کرنے پر زور دیا، مسلمانوں کو فرقہ پرستی اور گروہی تعصبات سے نکال کر ایک لڑی میں پرونے کی بھرپور کوشش کی[15]۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کی پستی کا سبب دینی احکامات سے دوری، اور ان کے بلندی کا دارومدار احکام الہٰی کا اتباع ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ "جب تک لوگ احکام قرانی پر عمل پیرا رہے خوش بختی ان کے مقدر رہی، لیکن جب انھوں نے قرآن کے احکامات کو اپنی زندگیوں سے نکال دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رسوائی اور بے بسی کو مسلط کیا ، جس کے نتیجے میں یہ لوگوں سے خوف زدہ ہوگئے، اور اپنی تمام ضروریات میں دوسروں کے سامنے دست سوال ہوگئے، ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں، جو طرز معاشرت، اخلاقی قوانین اور اصول زندگی دوسروں کے پاس ہے وہی سب کچھ ہے، لہذ یہ لوگ کامیابی کا معراج دوسروں کے اتباع کو سمجھتے ہیں اس طرح کے لوگوں کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں[16]۔ جو لوگ دین کی چھتری میں رہ کر زندگی گزارنے کو اپنے لئے بوجھ سمجھتے ہیں اور اپنی زندگی کی جملہ معاملات میں بالکل آزاد ہونا چاہتے ہیں ان کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ اگرچہ اسلام انسانی زندگی میں آزادی کا مطالبہ کرتا ہے لیکن اس کی آزادی جانوروں کی سی آزادی نہیں ہے، بلکہ وہ اس طرح کے آزادی کا خوٗاستگار ہے جس پر انسانیت کی دینی اور دنیوی کامیابی کا راز منحصر ہے[17]۔

المراغی اپنی پوری زندگی حق بولتے، لکھتے اور اس پر ثابت قدم رہتے ،اور اس معاملے میں کسی وعدہ و وعید کی پرواہ نہیں کرتے۔ مسلمانوں کی دینی و دنیوی کامیابی کا دارومدار قران فہمی اور اس پر عمل کرنے پر ہے اسلئے المراغی نے قرآن مجید کو ہی اپنی تبلیغ کا ذریعہ بنایا[18]۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو خطابت میں خاص ملکہ عطا کیا تھا جس کے نتیجے میں قرآن مجید کی تعلیمات کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے اور عالم میں پھیلانے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی[19]۔

قران مجید کو ایسے طریقے سے ترجمہ وتفسیر کے قائل تھے جس میں لوگوں کو معانی و مفاہیم کی سمجھ میں آسانی ہو ۔اسلام کی بلندی شان کے لیےاپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کیا ،وہ چاہتے تھے کہ اسلام کی کامل صورت مستشرقین پرعیان ہو اور ان کو قرآن پر اعتراض کا کوئی موقع نہ ملے۔

منصبِ قضاء:

المراغی نومبر 1904 سے 1928 یعنی 24 سال تک قضا کے عہدے پر مختلف جگہوں میں مختلف حیثیت سے متمکن رہے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انہوں نے سند فراغت حاصل کی تو مملکت سوڈان کی طرف سے اس کے استاد محمد عبدہ[i] کو عہدہ قضاء کیلے مناسب رجل منتخب کرنے کی درخواست کی گئی تو اس عہدے کے لیے پہلی نظر اس کی جس پر پڑی وہ المراغی تھے چناچہ استاذ نے اپنے اس ہونہار شاگرد کو اس عہدے کیلے منتخب فرمایا اور قیمتی نصیحتوں سے مالامال کرکے روانہ کیا[20]۔ یوں نومبر 1904 کو سوڈان کے علاقہ دنقلہ میں بطور قاضی منتقل ہوئے ایک سال یہاں پر خدمت سرانجام دینے

[i]۔ علامہ محمد عبدہ(1849 / 1905ء)، ایک مصری عالم ہے، جامعہ الازہر میں المراغی کے استاذ تھے۔ (تاریخ تفسیر ومفسیریں ص681)

کے بعد علاقہ خرطوم میں ان کا تبادلہ ہوا دوسال یہاں خدمات انجام دیں،اس طرح سوڈان میں تین سال قاضی رہنے کے بعد 1907کو محکمہ قضاء کے سیکٹری سے کسی معاملے میں بحث کرکے تین مہینے کی چھٹی پر مصر آئے اور بہت اصرار کے باوجوددوبارہ نہیں گئے[21]۔چونکہ انگریز حکومت کی طرف سے اس کو اس عہدے کے لیے پسند کیا گیا تھا اسلئے حکومت مصر اس کو قاضی القضاۃ بنانے کے لیے مجبور کیا،چنانچہ شیخ نے اس عہدہ کو قبول کرنے کے لیے یہ شرط لگائی کہ اس کہ تقرر مصری حکومت کی طرف سے ہو، نہ کہ انگریزکے ساتھ معاہدے کے زریعے سے،چناچہ اس کی اس شرط کو تسلیم کرلیا گیا، اور1908 سےدوبارہ سوڈان میں بحیثیت قاضی القضاۃ اس کی نامزدگی ہوئی،اس وقت اس کی عمر 28 سال تھی، اوریہ اعزازاس کو حاصل ہوئی کہ اس عہدے کا پہلا کم عمر شخص یہ تھا،اس منصب کی ذمہ داریوں کو بہت ہی احسن طریقے سے سرانجام دیں جس کی وجہ سے عوامی حلقوں میں آپ کو خوب پزیرائی ملی،انہی دنوں آپ نے انگریزی زبان میں مہارت حاصل کی۔ اور 1919 تک اس عہدے پر کام کرتے رہے،اس کے بعد مصر میں تشریف لائے اور یہاں پر کئی عدالتی عہدوں پر فائز رہے[22]۔

باب القضاء میں ترمیمات:

جب سے مختلف اماموں کے مذاہب کی پیروی کارواج چل پڑاہے اس وقت سے شرعی عدالتوں کے فیصلوں میں ایک ہی امام کے مذہب کی پیروی کی جاتی تھی، سب سے پہلے اس جمود کے خلاف بغاوت کرنے والے المراغی تھے ،انھوں نے باب القضاء میں اجتہاد کا دروازہ کھول دیا،اور جب امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے کسی مسئلہ میں لوگوں کے لیے حرج محسوس کرتے تھے،تو اس سے عدول کرکے دوسرے مذہب کے مطابق فیصلہ فرماتے تھےاور پہلی مرتبہ اپریل 1920 کو مفقودشوہر کی بیوی کے لیے نفقہ کے معاملے میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے رائج مسئلہ کو چھوڑ کر امام مالک، وشافعی رحمہا اللہ کے مسئلہ کے مطابق فیصلہ کیا[23]۔اسی طرح فقہی مسائل میں بھی امام ابوحنیفہ کے مسئلہ سے خروج کیااور طلاق ثلاثۃ بلفظ واحد فی مجلس کے عدم وقوع کافتوی دے دیاجیسا کہ امام ابن تیمیہ کا قول ہے[24]،قضاء کے اندراصلاح کے لیے انھوں نے ایک تنظیم بنائی تھی جس کا نام تھا"لجنة تنظيم الاحوال الشخصية" تھی،اس تنظیم کے افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "قانون کی اصلاح،نصف قضاء کی اصلاح ہے اور باقی نصف قضاء کی اصلاح قاضی کے ہاتھ میں ہے، قاضی پر ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے کسی قضیہ کی دلائل کو پرکھے ان کا تجزیہ کریں پھر مکان وزمان کے مطابق فیصلہ کریں،کسی خاص مذہب کے نص یامسئلہ کاپابند نہ رہے"۔[25]

جب آپ سوڈان میں قاضی القضاۃ / چیف جسٹس مقرر ہواتوایک رسم حسن یہ جاری کی، کہ تمام قضاۃ کواس بات کامکلف بنایا کہ وہ ہر مہینے اپنے کیے ہوئے تمام فیصلہ جات کی تلخیص ان کو بھیجتے رہیں،ان فیصلوں کو بنظر غائر خود دیکھتے تھے،خطاپر ان کو مطلع فرماتے، قابل اصلاح کو درستگی کرتے،توجہ طلب امر کی طرف توجہ دلاتے،اگر کسی سے ایساغلط فیصلہ سرزدہواہو جس سے کسی پر ظلم واقع ہواہو توایسے فیصلے کو کالعدم قراردے کراز سرنو جائزہ لینے کا حکم دیتے[26]۔

مختلف عدالتی مناصب:

1919سے 1928 محکمہ قضامصر میں درج ذیل عہدوں پر فائز رہے۔

- مصر کے عدالت شرعی کا صدر
- وزارت حقانیہ میں احتساب شرعی کا صدر

- اعلی شرعی عدالت کا رکن
- اعلی شرعی عدالت کا صدر

آپ کی زندگی کا یہ دورانیہ علمی، عملی، تشریعی اور اصلاحی لحاظ سے بہت اہم ہے، خاص کر اصلاح الاسرۃ کے حوالے سے بہت نمایاں ہے، رائج الوقت مسلک کے بعض ایسے احکام جن کے التزام سے معاشرے کے عملی مسائل میں حرج واقع ہوتا تھا جس کا مشاہدہ آپ نے بھی کیا اور مصر کے قضاۃ نے بھی اسکی شکایت کی تو اپ نے خاندانی مسائل میں اجتہاد کا دروازہ چوپٹ کھول دیا کسی امام کے فقہی مسلک کے گرد گھومنے کے بجائے فکر و نظر سے ایسی تطبیقات پیش کیں جن سے لوگوں کی شکایات کا سدباب ہو گیا، چنانچہ آپ نے رائج الوقت جن مسائل میں ترمیم کیں وہ یہ ہیں۔

1. مطلقہ جب تک خود انقضاءعدت کا اقرار نہ کرتی تھی پوری زندگی برابر شوہر سے نفقہ پاتی تھی۔
2. زوجہ مفقود کو اجازت نہیں تھی کہ وہ زمانہ طویل کے انتظار کے بعد بھی شادی کریں۔
3. پوتا جسکا باپ دادا کی حیات میں فوت ہو جائے، میراث سے محروم کر دیا جانا۔
4. ایک مجلس میں ایک جملے سے تین طلاق کو تین طلاق سمجھنا۔

ان مسائل کو انھوں نے اپنی زاویہ نگاہ سے دیکھ کر اپنا نقطہ نظر قائم کیا، عدالتی مقدمات میں اسی کے مطابق فیصلے دیں[27]۔

المراغی بحیثیت شیخ الازہر:

آپ الازہر کے معاملات میں بطور مشیر اس وقت دخیل ہوئے جب اپ کو اس کمیٹی کا رکن منتخب کیا گیا جو الازہر کے مسائل کو حل کرنے، اور اہل الازہر کے مطالبات کا جائزہ لینے کیلیے مصر کی حکومت کی طرف سے بنائی گئی تھی، آپ بطور رکن کمیٹی اپنی تنظیمی فراست کی بنیاد پر الازہر کی بھلائی و اچھائی، اور تعمیر و ترقی کے لیے بہت اہم تجاوزات پیش کیں۔[28] آپ کو الازہر کے دو مرتبہ شیخ مقرر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ پہلی مرتبہ چودہ مہینے کے لئے مئی 1928ء سے لیکر اکتوبر 1929 تک اور دوسری مرتبہ دس سال کے لئے اپریل 1935 سے لیکر اپنی وفات 22 اگست 1945 تک شیخ الازہر کے عہدے پر براجمان ہوئے۔[29] چونکہ المراغی کے استاذ محمد عبدہ کی وفات کے بعد ان کی تجدیدی کام ماند پڑ گئے تھے اور المراغی اپنے ستاذ کے فکر اصلاح سے بہت متاثر تھے اس لیے ان کی فکر اصلاح کو آگے بڑھانے کے لیے جدوجہد شروع کی، اور تھوڑے عرصے میں الازہر کو علم و عمل، نظم و نسق اور معاشی معاملات میں بہترین نہج پر لانے کے لیئے اپنی بساط بھر کوشش کی اوراس عرصہ قلیلہ میں اپنے اس مشن میں کامیابی بھی حاصل کی، الازہر کو فکری جمود اور قدامت پسندی سے نکال کر ایک ترقی یافتہ اور جدید ادارہ بنایا، ان علوم کو شامل نصاب کر کے تدریس کا سلسلہ جاری کیا جن کو طالب علموں کے لئے نقصان دہ قرار دے کر منع کر دیا گیا تھا، مغربی علوم سے اگاہی کے لئے طلباء الازہر کو مغرب کے تعلیمی اداروں میں بھیجا، قوانین الازہر میں ترامیم کیں، تمام اصول و قوانین کو دور جدید سے ہم آہنگ کیا، علوم دینیہ کی صحیح تعبیر فرمائی، اسکے مقام کا صحیح تعین کیا۔ اسلامی علوم کے حصول اوراس کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کو مسلمانوں کے لئے کامران دنیوی، اور نجات اخروی کا سبب قرار دیا، ان کی یہ اصلاحات جمود کے شکار قدامت پسند گروہ کو پسند نہ ائی، ان کے خلاف فتوے بازی کی، ان کی اصلاحات جدید کو ایک سازشی منصوبے کے طور پر پیش کیا اور ہر اصلاح کی راہ میں سد بننے کی کوشش کی، جب لوگوں کی رکاوٹیں او مخالفتیں اپنی انتہا کو پہنچی تو انھوں نے محسوس کیا کہ اب اس عہدے میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ عہدہ اصلا مطلوب نہیں ہوتا بلکہ وہ خدمات کا ایک سبب ہوتا ہے جب اس سے اپکو روک دیا جاتا ہے تو عہدہ بے معنی ہو کر رہ

جاتا ہے،اسی لئے انھوں نے چودہ مہینے کی خدمت کے بعد اس عہدے سے الگ ہوگئے۔[30] اپنے چودہ مہینے کی صدارت میں آپ نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیں اور ایسی اصلاحات نافذ کیں جو الازہر کی تاریخ میں خاص مقام رکھتی ہیں، آپ کے چلے جانے کے بعد آپ کے کمی کا احساس اس وقت ہوا جب روز بروز الازہر کی تنظیمی حالت متاثر ہونا شروع ہوگئی تو ارباب بصیرت اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ الازہر کو اپنی سابقہ حالت میں لانے کے لئے المراغی ناگزیر ہے[31]۔ چنانچہ اہل دوراندیش ایک بار پھر آپ کو اس عہدے کا بار اٹھانے کی درخواست کی جس کو قبول کرتے ہوئے آپ دوبارہ 1935ء کو اس منصب جلیلہ پر بہت تکریم کے ساتھ متمکن ہوئے، آپ اس بات پر بہت فکر مند تھے کہ مسلمان تعلیمی ترقی کے لحاظ سے مغربی اقوام سے بہت پیچھے ہے اس کے ازالے کے لیے آپ نے مسلمانوں کو قران کی تعلیم کو حاصل کرنے اور سنت کی ہدایت کو اپنانے کی تلقین کی، اپنے اسلاف سے اپنے رشتے کو مظبوط کرنے، ان کے علمی اور عملی کارناموں کو لوگوں کے سامنے لانے کے لئے زور دیا۔ انھوں نے اس بات پر خاص توجہ دیں کہ مسلمان گروہی فرقہ بندی سے آزاد ہو کر اسلام کا حقیقی چہرہ لوگوں کے سامنے لائے[32]۔

المراغی اور سیاست:

المراغی کے نزدیک سیاست دین سے جدا نہیں ہے بلکہ دین کا حصہ ہے، اسی لیے المراغی سیاست میں بھی حصہ لیا[33]۔ ان کا سیاست میں حصہ لینا امام نوویؒ[ii] اور ابن تیمیہؒ[iii] کی طرح ہے کہ ضرورت کے وقت اولوالامر تک مصلحت عامہ کے مطابق صحیح رائے کو پیش کرنا۔ وہ سیاست میں ایک جماعت منشور کے طور پر داخل نہیں ہوئے بلکہ اس کا مقصد لوگوں کے سامنے امت کے مسائل کا بہترین حل پیش کرنا تھا۔

ابوالوفاالمرغی قال: اشتغل الاستاذ المراغي بالسياسه عملا بدينه فالاسلام لا يفرق بين الدين والدنيا وانما هو نظام شامل لهما جامع بينهما[34]۔

کہ المراغی سیاست میں داخل اس لیے ہوئے کہ وہ اس کے ذریعے سے دین پر عمل کرے اسلام دین اور دنیا کے درمیان تفریق نہیں کرتا بلکہ وہ ایک جامع دین ہے جو دین و دنیا دونوں کو شامل ہے۔

المراغی کا سیاست کے بارے میں کہنا تھا کہ انسان اگر دین سے تعلق رکھتا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سیاست میں حصہ لیں لیکن جماعتی اور گروہی طریقے سے نہیں بلکہ خیر کی تبلیغ کے لیے اور عوام میں رائج غلط امور کی رد کے لیے[35]۔ سیاست میں داخل ہونے کی وجہ سے ان کے کچھ کاموں کا حرج بھی ہوا وہ یہ کہ جامعۃ الازہر کے شیخ کے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود جامعۃ الازہر کو اس مقام پر نہیں لے جا سکے جس کا وہ اور اس کے استاد محمد عبدہ تمنا کرتے تھے[36]۔ آپ جس طرح علمی میدان کے شہسوار تھے اسی طرح سیاست میں بھی خاص ملکہ و بصیرت رکھتے تھے، چنانچہ ان کی سیاسی فہم و ادراک کا تذکرہ کرتے ہوئے استاذ محمود عباس العقاد رقم طراز ہیں کہ "میں سمجھتا ہوں کہ المراغی جس طرح دینی علوم پر کامل قدرت رکھنے والے تھے ٹھیک اسی طرح آپ سیاسی اور تنظیمی معاملات کو سدھارنے کے لئے بھی پیدا کئے گئے تھے[37]۔

[ii]۔ یحیی بن شرف 1223/ 1278 شام سے تعلق رکھنے والے شافعی المسلک عالم، فقیہ، محدث اور مصنف ہے۔(معجم المؤلفین، ج13، ص202)

[iii]۔ تقی الدین احمد بن عبدالحلیم 1263/ 1328 شام کے حنبلی المسلک عالم، ماہر الٰہیات، ماہر معاشیات، فیلسوف، اور کئی کتابوں کے مصنف ہے۔(معجم المؤلفین: ج5، ص96)

تصانیف:

المراغی کی علمی خدمات کی مختلف جہتیں ہیں آپ ایک مبلغ، واعظ، مفسر، مفکر، منتظم اور استاذ ہیں۔ آپ کے رتبہ علمی کا اندازہ آپکی شاہکار تصانیف کے زریعے سے لگایا جاتا ہے[38]۔

المراغی کی مصنفات اگرچہ باعتبار کمیت کے تو کم ہیں لیکن باعتبار کیفیت کے بہت زیادہ ہیں ان کی تصانیف دین اور ادب دونوں سے متعلق ہیں، صرف اس موضوع پر قلم اٹھایا جس کی ضرورت ہو اور اسکی مصلحت عام ہو[39]۔ ان کے چند کتب یہ ہیں۔

- مباحث لغوية بلاغية
- كتاب الاولياوالمحجورين (مقالہ فقہیہ مخطوطے کی شکل میں الازہر کے مکتبہ میں ہے)
- بحوث فی التشريع الاسلامی
- الاجتهادفی الاسلام
- بحث فی ترجمة القرآن الى الغات الاجنبية واحكامها
- تفسير جز تبارك
- بحث فی وجوب ترجمةالقران الكريم
- رسالة :الزمالةالانسانية (اس کو اپ نے ادیان عالم پر لندن میں منعقدہ کانفرنس کے لئے لکھی)
- الدروس الدينية: مصر کے مختلف مساجد میں مختلف آیات کی دروسی لیکچروں کا مجموعہ

اسکے علاوہ قرآن مجید کی سورۃ متعددہ اور ایات مختلفہ کی ترجمہ وتفسیر، اور حدیث رمضان کے نام سے سورۃ القمان، سورۃ الحدید اور سورۃ العصر کی تفسیر[40]۔

المراغی اور تفسیر قران:

المراغی قران مجید کے ساتھ بے حد محبت کرتے تھے قران مجید کو لوگوں میں عام کرنے، عالم میں پھیلانے اور اسلام کے پیغام کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے بہت اہم کام کیا ہے[41]۔ وہ چاہتے تھے کہ اسلام اپنے علوشان کے ساتھ ثابت ہو انہوں نے مستشرقین اور مغربی اسکالر کے سامنے اسلام کی سچی، کامل اور جامع صورت کو عیاں کرنا چاہتے تھے اور اس مقصد کے حصول کے لیے ان کے نزدیک صرف ایک ہی حل یہ تھا کہ قران مجید کی صحیح تعبیر و تشریح کے ساتھ لوگوں کو جوڑ دیا جائے اس مقصد کے لیے انہوں نے 1932 عیسوی کو جامعۃ الازھر سے ایک مجلے کا اجرا کیا۔ جس میں ہر مہینے قران مجید کے کچھ آیات کا ترجمہ شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا[42]۔

المراغی کی تفسیر باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ ان کے اس دروس قران کا مجموعہ ہے جس کو انہوں نے مختلف اوقات میں لوگوں کے سامنے دیتے تھے۔ ان کی اس مجلس میں ہر طبقے کے لوگ آکر استفادہ کرتے تھے انھوں نے اپنی تفسیر کے لیے قران مجید کی ان آیات کو اختیار کرتے تھے جن میں اللہ تعالی کی قدرت پر دلائل ہوں، ان کی عظمت کی نشانیاں ہو، جن آیات میں انسانیت کی ہدایت کے وسائل مذکور ہو، اور جن میں عبرت وموعظت کا ذکر ہو، جن آیات سے

اس بات کا اظہار ہو کہ قران مجید علم کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے سائنس کے ثابت شدہ قواعد و نظریات کے مخالف نہیں ہے[43] ۔

المراغی اور قرانی علوم:

المراغی قران مجید کی تفسیر میں تفسیر کے تمام ماخذ سے استفادہ کرتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ جس آیت کا درس دیتے ہیں اس کے متعلق قران مجید کے تمام آیات کو ایک جگہ جمع کرتے ہیں کیونکہ القران یفسربعضہ بعضا قران مجید کے مجمل آیات کو مفصل ایات سے حل کرتے ہیں پھر اس آیت کے متعلق احادیث، اقوال صحابہ و تابعین کو بھی ذکر کرتے ہیں۔متقدمین مفسرین کے اقوال کو جو اس آیت سے متعلق ہو اں کو بھی بیان کرتے ہیں ان تمام ماخذ سے استفادہ کرکے ان تفسیری اقوال کو عقل و نظر کی کسوٹی پر پر پرکھتے ہیں جو میزان عقل میں پورا اترتا ہے اس کو قبول کرتے ہیں ورنہ اس کو رد کرنے میں کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہیں کرتے۔اگر کسی مفسر کے قول پر نقد کرنا ہو تو نہایت شائستہ زبان استعمال کرتے ہیں اور سخت لہجے کے استعمال سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں[44]۔

مبہمات قران:

مبہمات قران کے متعلق حضورﷺ کے اس ارشاد پر کاربند ہے کہ ابھمواماابھم اللہ [45]۔ترجمہ :اللہ تبارک و تعالی نے جس چیز کو اجمال میں رکھا ہے اس کو تم بھی اجمال میں رکھو۔ حدیث مذکورہ پر عمل کرتے ہوئے آیت یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں آیت قرانی سے اتنا معلوم ہے کہ امم سابقہ پر روزے فرض تھے اب ان روزوں کی کیفیت، کمیت یا نوعیت کیا تھی وہ صحیح ذرائع سے معلوم نہیں لہذا اس کو اسی ابہام میں چھوڑ دیا جائے۔

مقصدی علوم:

المراغی قران مجید کی تفسیر کرتے وقت صرف ان مباحث پر کلام کرتے ہیں جن کا تعلق کسی دینی و دنیاوی مسئلے سے ہو ان امور کے بیان سے اجتناب کرتے ہیں جن کا تعلق صرف معلوماتی نوعیت کا ہو کسی دین و دنیا کا حقیقی مسئلے سے نہ ہو۔ چنانچہ آیت "وسارعوا الی مغفرہ من ربکم وجنہ عرضھا السماوات والارض اعدت للمتقین"[46] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہاں پر فعل ماضی" اعدت" آئی ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ جنت اب موجود ہے اس کی تخلیق ہو چکی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ فعل ماضی ہمیشہ زمانہ ماضی ہی کے لیے استعمال ہو بلکہ یہ جائز ہے کہ فعل ماضی کا استعمال کسی امر واقع کے یقینی ہونے کو بتلانے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہ اس آیت میں ہوا ہے"ونفخ في الصور فصعق من في السماوات والارض"[47] لہذا اس تحقیق میں پڑھنا کہ جنت اب موجود ہے یا نہیں ایک لاحاصل بحث ہے جس کا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے یہ ہو کر ہی رہے گا چاہے اب موجود ہو یا بعد میں وجود میں آتی ہو[48]۔

احکام شرعیہ کے علل وحکم:

المراغی اپنی تفسیر میں شرعی احکامات کے حکمت واسرار پر بھی بحث کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ تعالی کا منشا سمجھ میں آجائے، اسلام کی اچھائی واضح ہو، اور لوگوں کو ہدایت کا سامان میسر ہو چنانچہ سورۃ البقرہ میں جب صوم پر بات کرتے ہیں تو روزے کے رموز و اسرار بھی بیان کرتے ہیں کہ روزہ ایسی عبادت ہے جس میں بدنی ورزش، تندرستی اخلاق اور قلب روح کی پاکیزگی ہے ۔انسان جب نفسانی خواہشات میں مبتلا ہوتا ہے تو فیضان الٰہی کے برکات سے محروم کر دیا جاتا ہے روح شہوات میں مبتلا ہو کر کسب فیض روحانی کی صلاحیت سے دور ہو جاتا ہے اور شہوات کی کثرت، کثرت طعام سے ہوتی ہے لہذا شہوات کو روکنے ،روح میں فیضان الٰہی کی قبولیت کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے نفس کو کثرت طعام سے روک دیا جاتا ہے اور یہ روزہ ہے، روزے سے انسان کے اندر صبر کا مادہ پروان چڑھتا ہے اس کی وجہ سے انسان اپنی زندگی کے مقاصد کے حصول کے سامنے رکاوٹوں اور تکالیف کا مقابلہ استقامت سے کرتا ہے[49] ۔

اجتماعیہ:مسائل

المراغی دوران تفسیر معاشرے میں موجود مسائل اور برائیوں کا تذکرہ کر کے ان کے اسباب اور ذرائع کو بیان کر کے قران مجید سے ان کا حل پیش کرتے ہیں، آپ صاحب بصیرت تھے، اہل وطن کی اخلاقی بیماریوں پر مطلع تھے ان بیماریوں کے علاج میں ایک طبیب حاذق تھے ان کے درس قران کا مقصد ان اخلاقی بیماریوں کا علاج تھا ،ان کے دروس میں ارباب حل و عقد، اہل سیادت و قیادت اور عہدہ داران حکومت بیٹھتے تھے لہذا ان کو عہدون کی پاسداری ،امانتوں کی ادائیگی، احساس ذمہ داری، فرض منصبی اور زیر اثر لوگوں میں تبلیغ دین اور اصلاح اخلاق کی خاص تلقین ہوتی تھی۔ان کے نزدیک معاشرے کی اصلاح کا ایک ہی حل ہے اور وہ ہے تمام معاشرتی مسائل میں وحی الٰہی کی پیروی کرنا وہ فرماتے تھے کہ جب عقلاء اور حکماء کے بنائے گئے قوانین فیل ہوئے ان پر عمل درآمد ممکن نہیں ہوا تو وحی ربانی اصلاح معاشرہ کے لیے آجاتی ہے تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ جس قوم نے بھی وحی ربانی کی پیروی کی ہے وہ کامیاب و کامران ہو گئی ہیں جنہوں نے تعلیمات الٰہی کو پس پشت ڈالی ہیں ،ناکام و نامراد ہو گئے ہیں [50]۔

حضرت الشیخ قران پر عمل کرانے کے لیے مسلمانوں کو خاص ترغیب دیتے ہیں اور قران کے ساتھ لوگوں کے رائج الوقت تعلق کو ناکافی سمجھتے ہیں فرماتے ہیں :قران مجید کا صرف حفظ، تلاوت اور تجوید کرنا اس پر عمل نہیں ہے بلکہ حقیقی عمل اس پر یہ ہے کہ اس کو سمجھا جائے اس کے عمومی مقاصد کا ادراک کیا جائے اس کی علامت یہ ہے کہ انسان کی تمام اعمال اس دائرے میں ہوں، حق کے دائرے میں، عدل کے دائرے، میں علم وہدایت کے دائرے میں ۔

المراغی اور جدید علوم:

المراغی زندگی کے ہر گوشے میں قران مجید سے رہنمائی لیتے ہوئے نظر آتے ہیں وہ مسلمانوں کو صرف اخروی کامیابی کے حصول کی ترغیب ہی نہیں دیتے بلکہ اس کے ساتھ دنیاوی علوم میں کمال پیدا کرنے کا بھی درس دیتے ہیں ان کو اس بات کا علم تھا کہ مسلمان جدید علوم کے حصول کے بغیر جدید اقوام سے مقابلہ نہیں کر سکتے جدید علوم کو مسلمانوں کے لیے جائز قرار دیا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے درس تفسیر کے لیے ان آیات کا خاص انتخاب فرمایا جن میں تحصیل علم کی ترغیب اور حوصلہ افزائی ہو وہ چاہتے تھے کہ مسلمان کائنات کے اسرارورموز کی کھوج لگائے، وسائل قدرت کو اپنے دینی و

دنیاوی مفاد میں استعمال کرے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:"اني انصح قومي واهل ملتي بتوجيه الجهود الى الدراسات العلميه واستشهاد ما اودعه الله جل شانه في معادن الارض ونباتها وحيواتها وما اودعه الله في الهواء والضوء وغير ذلك من الموجودات وذلك خير مما نحن فيه دينا ودنا[51]۔ ترجمہ:میں اپنے اہل وطن کو نصیحت کرتا ہوں اپنے تمام تر کوشش تحصیل علم میں لگا دے اللہ تعالی جو نعمتیں ہماری زمین کے اندر نباتات ،حیوانات ،ہوا اور روشنی کی صورت میں ودیعت فرمائی ہے ان کی کھوج لگائے اور ان سے استفادہ کرے اس طرح ہم دینی اور دنیاوی دونوں اعتبار سے موجودہ حالت سے بہتر ہو جائیں گی۔

اس پر بطور دلیل یہ ایات "واعدوا لهم ماستطعتم[52] "پیش کر کے اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ زمانے کی حالات اور اوقات کے لحاظ سے قوت حاصل کرے ہر زمانے کی قوت الگ ہوتی ہے کبھی علم ہوتا ہے کبھی سائنس وٹیکنالوجی ہوتی ہے مسلمانوں کو چاہیے قوت کو اس معنی میں لیں لے[53]۔

وہ ان لوگوں کا سخت مخالف تھے جو قران مجید کی مسلمات اور محکمات کو جدید علوم کے قوانین کے مطابق ڈھالنے کے لیے قران مجید کی آیتوں میں کھینچاتانی کرتے، وہ فرماتے تھے کہ قران آفاقی کتاب ہے ہر دور میں ان سے رہنمائی لی جاسکتی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر علوم جدید کا کوئی اصول قران سے متصادم ہوں تو ہم قران کے معنی و مفہوم کو تحریف کر کے جدید علوم کے موافق بنائی[54]۔آپ نے دنیاوی علوم کو صرف معلومات کی حد تک رکھنے کے لیے تحصیل کی ترغیب نہیں دیتے بلکہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالی کی قدرت اور عظمت پر استدلال کر کے عبرت و موعظت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے چنانچہ فرماتے ہیں:"وليس من غرض مفسر كتاب الله ان يشرح عالم السماوات ،ومادته وابعاده ،واقداره، واوزانه----"[55]-ترجمہ:مفسر قران کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ آسمانوں کے فواصل، مادہ ،عرض اور اوزانوں کی تفصیل میں مستغرق ہو بلکہ مفسر قران ایسی باتوں کو تفسیر میں بیان کرے جس میں اللہ تعالی کی قدرت پر دلائل ہو جسے عبرت و نصیحت کا حصول ہو۔

مسائل فقہیہ اور تفسیر:

آپ اگرچہ حنفی مسلک کے پیرو تھے لیکن یہ پیروی تقلید کی حد تک نہیں تھی بلکہ ایک مجتہد کی حیثیت سے مسائل کو دیکھتے تھے جیسے کہ المراغی کے مصنف فرماتے ہیں:"لكنه كالمجتهدين المصلحين المجددين الذين سبقوه ياخذ من مذاهب الاخرى ويستنبط من سنه رسول الكريم ما يناسب العصر والمصلحه،ومثله في ذلك مثل ابي حنيفة-ترجمہ:"اس کی حیثیت ان مجتہدین مصلحین اور مجددین کی طرح ہے جنہوں نے سب سے پہلے دوسرے مذاہب سے مسائل کو لینا شروع کیا اور براہ راست سنت رسول سے مسائل کا استنباط کیا جو عصر حاضر اور مصلحت کے مناسب ہو اس کی مثال اس باب میں ابو حنیفہ کی طرح ہے"[56] ۔کہ وہ آیات کا استنباط کرتے وقت پوری مسلکی آزادی سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں چنانچہ آیت فمن كان منكم مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر[57] .کی تفسیر کرتے وقت علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں،مسلک ظاہریہ کی تائید کرتے ہیں حالانکہ خود مسلک حنفیہ کی طرح منسوب ہے، چنانچہ اس آیت کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تین میل کا سفر طے کرنے کی صورت

میں نماز قصر ادا کرتے تھے اور مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک میل کی مسافت طے کرتے تو قصر فرماتے ان احادیث میں کسی ایک مقدار پر اتفاق نہیں کسی ایک پر عمل بھی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ سب اخبار آحاد ہے قرآن میں مقدار پر نص نہیں لہذا مطلق سفر کو رخصت نماز و صوم مانا جائے[58]آپ کے لیے اپنی خطابت کے زریعے سے لوگوں کے قلوب و اذہاں کو مسخر کرنا بہت آسان تھا ہر طبقے کے لوگ اس سے مستفید ہوتے تھے[59]۔اس کے نمایاں کاموں میں سے اس کا اصلاحی پہلو،فقہ میں اجتہاد کا دروازہ کھولنا،قران کا ترجمہ وتشریح اوردرس وتدریس ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1] محمد حسین الذھبی ،التفسیر والمفسرون ،مکتبۃ وھبۃ، القاھرۃ،1441ھ : ج 2،ص436

Muhammad Hussain al-Zahbi, Al-Tafseer wl mufasroon, Maktaba Wahba Cairo, 1441 AH Vol. 2, p. 436

[2] ایضا،ج2،ص717

Ibid: 2, p. 717

[3] - انوار الجندی،الامام المراغی، دارالمعارف، مصر،1952 :ص ،103

.Anwar al-Jandi, Al-Imam al-Maraghi, Dar al-Maarif in Egypt, 1952 , p. 103

[4] عبدالمتعال الصعیدی،المجددون فی الاسلام من القرن الاول الی الرابع عشر، المکتبة الاداب ،1996، ص414،

Abd al-Mu'ta'al al-Sa'idi, Al-Majdidun fil-Islam minal qarnel awwal ila al qarne al ashara, Al-Muktaba al-Adab, 1996. , p. 414

[5] ڈاکٹر جمیلہ شوکت،الشیخ المراغی اور اس کی تفسیری خدمات,مجلہ المعارف شمارہ3،ص35

.Dr. Jamila Shawkat, Al-Shaykh al-Maraghi and his Tafsir services, Majla al-Maarif, Issue 3, p. 35

[6] ایضا

ibid

[7] الامام المراغی، 41

Al-Imam al-Maraghi, p. 41

[8] المجددون فی الاسلام، ص 412

Al-Mujaddun fi-ul-Islam,p 412

[9] الامام المراغی ،ص 38

Al-Imam al-Maraghi, p. 38

[10] ایضا،ص, 24

Ibid, p. 24

[11] غلام احمد حریریؒ، تاریخ تفسیر ومفسرین، ،ملک سنز پبلشر،2000: ص 717ء

Ghulam Ahmad Hariri, tareekh e tafseer wa mufasreen, Malik Sons Publisher, 2000, p. 717

[12] ڈاکٹر شوکت جمیلہ:ص 35

Dr. Shaukat Jameela 35

[13] التفسیر والمفسرون 414/2

Al-Tafseer wl mufasroon 2/414

[14] ڈاکٹر شوکت جمیلہ،40

Dr. Shaukat Jameela, 40

[15] ڈاکٹر جمیلہ شوکت،ص34

Dr. Jamila Shawkat, p. 34

[16]التفسیر والمفسرون 267/3

Al-Tafseer Wal-Mufsarun 3/267

[17] مصطفی محمد الحدید الطیر،اتجاہ التفسیر فی عصر الحدیث، مکتبہ الازہر الشریف-مجمع البحوث الاسلامی 1974ص،95

Mustafa Muhammad Al-Hadid al-Tayer, Itjah al-Tafseer fi Asr al-HadithAl-Azhar Al-Sharif majma - Al-Baqqa Al-Islamiyya, 1974. , p. 95,

[18]التفسیر والمفسرون:718/2

Al-Tafseer and Al-Mufsarun 2/718

[19]الامام المراغی ،99

Al-Imam al-Maraghi, 99

[20]التفسیر والمفسرون،141/2

Al-Tafseer wa Al-Mufsarun, 2/141

[21]الامام المراغی ص 15

Al-Imam al-Maraghi p. 15

[22]انوار الجندی،الامام المراغی، ،مکتبۃ دارالمعارف بمصر 1952, ص16

.Anwar al-Jandi, Imam al-Maraghi, , for the library of Dar al-Maarif in Egypt 1952 p. 16

[23]المجددون فی الاسلام،ص412

Al-Mujaddun fi-ul-Islam, p. 412

[24]الامام المراغی،ص 16

Al-Imam al-Maraghi, p. 16

[25]التفسیر والمفسرون412/2

Al-Tafseer and Al-Mufsarun 2/412

الامام المراغي ص18

AL-Imam al-Maraghi, p. 18

[27]ایضا 30

Ibid,30

[28]المجددون فی الاسلام،ص 413

Al-Mujaddun Fi-ul-Islam, p. 413

[29]الاما م المراغی ،ص 48

Al-Ima Al-Maraghi, p. 48

[30] المجددون فی الاسلام 415

Al-Mujadidun Fi-ul-Islam, p.415

[31]مجلہ ازہر،1356،ص280-281

Majla Azhar, p 1356,. 280-281

[32]معجم المولفیں،ج12،ص34

Mujam ul mualfeen vol,12,p34

[33]الامام المراغی،ص 107

Al-Ima Al-Maraghi, p. 107

[34]الامام المراغی ،ص 108

Al-Imam al-Maraghi, p. 108

[35]ایضا،ص109

Ibid, p. 109

[36]لمجددون فی الاسلام،ص 411

ALmjadEdun fi al-Islam, p. 411

[37]الامام المراغی ،ص 80

Al-Imam al-Maraghi, p. 80

[38]عبدالحمید خان عباسی، تفسیری دروس میں شیخ محمد مصطفیٰ المراغی کا منہج واسلوب، مجلہ الاضواء جلد28 شمارہ:39،ص29

Abd al-Hamid Khan Abbasi, The Manhaj and Style of Sheikh Muhammad Mustafa Al-Maraghi in Tafseari Lessons, Majla Al-Azwa, Volume 28, Issue: 39, Page 29

[39] الامام المراغی ،113

Al-Imam al-Maraghi, 113

[40] عبدالحمید عباسی، ص 31

Abdul Hameed Abbasi,p 31

[41] الامام المراغی،ص 99

Al-Imam al-Maraghi, p. 99

[42] ایضا،ص101

Ibid, p. 101

[43] التفسیر والمفسرون ،436/2

Al-Tafseer Wal-Mafsiroon, 2/436

[44] التفسیر والمفسرون 437/2

Al-Tafseer and Wal-mafasiroon 2/437

[45] احمد بن حسین ابوبکر البیقھی،معرفۃالسنن والاثار ،مکتبۃ جامعۃ الدراسات الاسلامیۃ کراچی،1991ء ج 10،ص95

Ahmad bin Hussain Abu Bakr al-Baqihi, Ma'rafat al-Sunan wa Atar, Maktaba jamiu ddirasat al islamiyya Karachi 1991, Vol. 10, p. 95

[46] آل عمران،133:3

Al-Imran, 133:

[47] الزمر39؛68

Alzheimer's 39; 68

[48] التفسیر والمفسرون، 437/2

Al-Tafseer and Al-Mufsarun, 2/437

[49] شیخ محمد مصطفیٰ المراغی،الدروس الدینیہ، ،مکتبہ وزارۃ الاوقاف،1938ء، ص21

Sheikh Muhammad Mustafa Al-Maraghi, Al-Droos al-Diniya, Ministry of Endowments, 1938: p. 21

[50] التفسیر والمفسرون ،439/2

Al-Tafseer Wal-Mufsarun, 2/439

[51] مُحَمَّد مصطفیٰ المراغی،حدیث رمضان دارالھلال قاھرہ1925ص13

Muhammad Mustafa al-Maraghi, Hadith of Ramadan, , Darul Hilal, Cairo, 1952. p. 13

[52] الانفال،60:

Al-Anfal, 60

[53] حدیث رمضان ،144

Hadith Ramadan, 144

[54] التفسیر والمفسرون،442/2

Al-Tafseer and Al-Mufsarun, 2/442

[55] ایضا،443/2

Ibid, 2/443

[56] - المراغی،93

Al-Maraghi, 93

[57] البقرۃ:186

ALabaqara :186

[58] - التفسیر والمفسرون،445/2

Al-Tafseer and Al-Mufsarun, 2/445

[59] التفسیر والمفسرون،717/2

Al-Tafseer and Al-Mufsarun, 2/717